ڈاکٹر عائشہ سعید برنی

انجمن ترقی اُردو: شعبۂ خواتین کی خدمات

(۱۹۵۲ء۔۱۹۶۱ء)

۱۹۵۲ء:

نومبر ۱۹۵۲ء مولوی عبدالحق نے انجمن ترقی اردو کے ایک اہم اجلاس میں محترمہ بیگم محمد شریف کو انجمن کے شعبۂ خواتین کا تاحیات صدر منتخب کیا۔ اس وقت تک انجمن ترقی اردو اپنے قیام کے پچاس سال پورے کر چکی تھی۔ پاکستان کی تاریخ و تحریک میں خواتین کا کردار ہمیشہ اہم رہا ہے۔ مسلم لیگ کے قیام ۱۹۰۶ء سے ۱۹۳۶ء تک از سرِ نو بحالی و نظم، ۱۹۳۸ء میں قائداعظم کے ہندوستان کے قرب وجوار سے مسلم لیگ خواتین ونگ کے قیام تک خواتین کی تحریکی خدمات اہمیت کی حامل ہیں قائداعظم نے ۲۳ر مارچ ۱۹۴۰ء میں قرارداد کی منظوری کے بعد مسلم لیگ خواتین کمیٹیاں قائم کیں تاکہ خواتین چادر و چار دیواری میں رہ کر مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر سکیں۔ نورالصباح بیگم اپنی کتاب ''تحریکِ پاکستان اور خواتین'' میں لکھتی ہیں:

> ''۲۳ر مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں مسلم لیگ کے اسی اجلاس میں جب قرارداد منظور ہوئی تو بیگم مولانا محمد علی جوہر نے اس قرارداد کی تائید کل ہند خواتین مسلم لیگ کی نمائندگی کرتے ہوئے کی تھی، مسلم خواتین نے قیامِ پاکستان اور آزادی کی جدوجہد میں جو کردار ادا کیا وہ ہماری تاریخ میں ایک روشن باب کا اضافہ کرتا ہے لیکن افسوس اب تک کسی مصنف نے ان خواہر پاروں کو یکجا جمع کرنے کی کوشش نہیں کی، تحریکِ خلافت میں بی اماں (والدہ مولانا محمد علی جوہر) نے اپنے دونوں بیٹوں کی گرفتاری کے بعد بھی تحریک کو اسی زور و شور سے جاری رکھا تھا۔ اسی طرح بیگم مولانا محمد علی نے اسی زمانے میں ملک کی سیاست میں حصہ لیا، پردے کی پابندی ان کے کاموں میں مانع نہیں آسکیں وہ مسلم لیگ کی کمیٹیوں اور اجلاسوں میں برابر شریک ہوتی تھیں ۱۹۳۵ء میں جب قائداعظم نے دوبارہ مسلم لیگ کی تنظیم کی تو خواتین پیش پیش تھیں انھوں نے ملک میں دورے کر کے مسلم لیگ خواتین کو مسلم لیگ سے روشناس کرایا اور کثیر تعداد میں خواتین مسلم لیگ میں شامل ہوگئیں۔''[۲]

تحریکِ پاکستان کی طرح انجمن ترقی اردو اور اردو زبان کے فروغ و ترویج کی تحریک میں بھی خواتین کا کردار اس وقت اہم ہو گیا جب مولوی عبدالحق نے شعبۂ خواتین (پاکستان) قائم کیا۔ یہ شعبہ اپنے قیام ۱۹۵۲ء سے مولوی عبدالحق کی وفات ۱۹۶۱ء تک فعال کردار ادا کرتا رہا اور باقاعدہ تحریک کی حیثیت اختیار کر گیا۔

اس موضوع پر اب تک کوئی جائزہ منظر عام پر نہیں آیا تھا چنانچہ اس مقالے میں سال بسال اجلاسوں، کانفرسوں و دیگر علمی، تعلیمی وادبی کارگزاریوں کو ایک رپورٹ کی شکل میں پیش کیا جارہا ہے۔ تاکہ انجمن ترقی اردو کی اس شاخ کی کارکردگی کو اجاگر کیا جاسکے۔

بیگم محمد شریف نے انجمن خواتین کے قیام کے بعد اجلاس طلب کیا یہ اجلاس ۱۷ر نومبر ۱۹۵۲ء کو مجلس مشاورت کی مد میں طلب کیا گیا جس میں اہم ترین خواتین نے شرکت کی بنیادی مقصد اردو زبان کے فروغ میں خواتین کی دل چسپی اور ادبی ذوق کی حامل خواتین کو شریک کر کے اردو کی ترقی و ترویج کا کام شروع کرنا تھا اس سال تین اہم اجلاس ایک متذکرہ بالا، دوسرا ۴ر دسمبر ۱۹۵۲ء کا دستور پیش کرنے اور اس کی منظوری تیسرا اجلاس ۲۱ر دسمبر ۱۹۵۲ء جس میں دستور کو مولوی عبدالحق نے منظور کیا منعقد ہوا۔

۱۹۵۳ء:

انجمن ترقی اردو کے قیام کے پچاس سالہ جشن کے سلسلے میں مردانہ شعبے کے ساتھ زنانہ شعبے کے تحت بھی اجلاس، مشاعرے و دیگر تفریحی تقریبات کا انعقاد عمل میں آیا، یکم جولائی ۱۹۵۳ء کو جشن کی پانچ سالہ تقریب کے اجلاس سے مولوی عبدالحق نے خطاب کیا، جس میں خواتین کی تعلیمی و تحریکی کاوشوں کو سراہا گیا۔ اس سال تک پاکستان میں انجمن کی ۲۲ شاخیں قائم ہو چکی تھیں جن میں خواتین کی صرف ایک شاخ بمقام کراچی فعال تھی جس کی صدر بیگم محمد شریف اور معتمد بیگم خورشید عبدالحفیظ[۳] تھیں۔

۲۰ر اکتوبر ۱۹۵۳ء بروز منگل صدر بیگم محمد شریف اور معتمد بیگم خورشید عبدالحفیظ کے زیر صدارت نظامِ عمل شعبۂ خواتین مرتب ہوا۔ اس اجلاس میں صرف خواتین کی شرکت ضروری تھی، یہ اجلاس انجمن ترقی اردو کے پنج سالہ منصوبے کا حصہ تھا۔ انجمن کے پچاس سالہ جشن کے موقعے پر کراچی میں ۱۶ر اکتوبر سے ۲۰ر اکتوبر تک تقریبات کے انعقاد میں شعبۂ خواتین کا اہم کردار رہا۔ اس تقریب کا افتتاحی اجلاس ۱۶ر اکتوبر کو گورنر پاکستان غلام محمد مہمانِ خصوصی کے زیر صدارت ہوا۔ علمی نمائش، اجلاسِ عام، بین المملکتی مشاعرے اس تقریب کے اہم پروگرام تھے۔ اس تقریب میں اردو زبان کے فروغ کے لیے قراردادیں پیش کی گئی ڈاکٹر عندلیب شادانی، سردار عبدالرب نشتر، ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم نے یہ قراردادیں پیش کیں، ایک قرارداد بیگم محمد شریف نے بھی پیش کی، انھوں نے اپنی تقریر میں کہا:

> ''اردو میں تعلیم دینے والے اساتذہ انگریزی میں تعلیم دینے والے اساتذہ کے مقابلے میں نصف معاوضے پر مل جاتے ہیں کہ ہم ایک آزاد قوم ہیں مگر ہم ذہنی طور پر آزاد نہیں ہوئے...غلامی کے زمانے میں ہماری زبان ختم کردی گئی تھی اور اس کی جگہ انگریزی کو ہم پر مسلط کر دیا گیا تھا۔ اب ہم

اسی زبان کے اس قدر عادی ہو گئے ہیں کہ اس کے علاوہ اور کسی زبان کی خوبیاں نظر ہی نہیں آتیں۔''[۴]

بیگم محمد شریف نے پاکستانی خواتین سے اپیل کی کہ وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کریں اور اپنے بچوں کو بھی اعلیٰ تعلیم کے لیے انگریزی کے ساتھ اردو کی بھی تعلیم دیں۔ شعبۂ خواتین کے قیام کا مقصد بھی یہی تھا کہ خواتین میں یہ شعور بیدار ہو کہ وہ اردو زبان کو ذریعۂ تعلیم بنانے کی مہم میں حصہ لیں اور اس کا آغاز اپنے گھروں سے کریں، بیگم شریف نے مزید کہا:

''اردو کی قدریں مضبوط ہیں۔ ہم ہندوستان میں اس کی بقا کے لیے لڑتے رہے مگر اب بھی جب کہ ہم آزاد ملک کے باشندے ہیں عہد غلامی کی زبان کو اپنائے ہوئے ہیں۔''[۵]

۲۰ر اکتوبر کے اس اجلاس کا افتتاح مولوی عبدالحق نے کیا صدارت بیگم شعیب قریشی (وزیر مہاجرین) نے کی مسرت جہاں صدیقی (اس وقت کی نام ور شاعرہ تھیں) نے استقبالیہ نظم پڑھی جب کہ اراکین اجلاس میں بیگم عبدالقیوم خان (وزیر خوراک) بیگم سلمیٰ تصدق حسین، ارجمند قزلباش، بیگم الٰہی علوی، بلقیس درانی، انیس زیدی، مریم فاروقی، بیگم شہاب الدین صدیقی اور بیگم اختر حسین (گورنر پاکستان اختر حسین کی اہلیہ) نے اردو کی اہمیت پر تقاریر کیں۔[۶]

۲۴ر فروری ۱۹۵۴ء:

نمائش مارٹن روڈ کراچی بیگم محمد شریف کی صدارت میں خواتین کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا جس میں بیگم مسرت جہاں صدیقی، محمودہ سلطانہ، بیگم خورشید عبدالحفیظ، مسرت جہاں اور سلیمہ سلطانہ نے تقاریر کیں اور نظمیں پڑھیں۔

قرارداد اس اجلاس میں حکومتِ وقت سے مطالبہ کیا گیا کہ قائداعظم کے ارشادات کے مطابق صرف اردو کو سرکاری زبان کا درجہ دیا جائے۔ کیوں کہ کسی اور زبان کو سرکاری زبان کا درجہ دینا پاکستان کی سالمیت اور اتحاد کے لیے بڑا خطرہ ہوگا (اس وقت بنگلہ زبان کو سرکاری زبان بنانے کی تجاویز اور اس پر عمل پیرا ہونے کی سازش کی جارہی تھی) قیام پاکستان کے چھے سال بعد بھی اردو زبان کا مسئلہ جوں کا توں تھا اور یہ فیصلہ متفقہ رائے کا منتظر تھا کہ ملک کی سرکاری زبان کون سی ہو جب کہ قائداعظم نے ۱۹۴۶ء میں اس کا فیصلہ کر دیا تھا۔ انجمن ترقی اردو شعبۂ خواتین کے ہر اجلاس میں اس مہم میں شریک ہونے کی تاکید کی جارہی تھی کہ اردو زبان کو سرکاری زبان کا درجہ دیا جائے۔ اس طرح کے اجلاسوں سے نہ صرف خواتین میں جوشِ عمل اور شعور بیدار ہو رہا تھا بلکہ وہ اپنی قومی زبان کی اہمیت سے بھی بخوبی واقف ہو رہی تھیں، اس جوش وولولے کے دور میں حب الوطنی، مساوات، تعلیم سے رغبت جیسے اہم امور ہر تحریک کا حصہ تھے۔[۷]

۱۹۵۵ء:

سالانہ اجلاس کراچی ۳۱ر دسمبر بمقام گاندھی گارڈن، اس جلسے کی خاص بات بیگم عبدالحمید الخطیب کی آمد تھی جو سفیر سعودی عربیہ تھیں اور انھوں نے عربی میں تقریر کی جس کا ترجمہ بیگم ایل آر خان نے پڑھ کر سنایا۔ اس تقریر میں انھوں نے اردو زبان کے فروغ اور پاکستان کی محبوب و مرغوب زبان ہونے کے استحقاق کا ذکر کیا اور خواتین کی کارکردگی کی تعریف کی۔ اس جلسے کا افتتاح مولوی عبدالحق نے کیا انھوں نے اپنی تقریر میں بڑی دل چسپ بات کہی کہ:

> ''اب میں عورتوں کی پلٹن بناؤں گا، عورتیں مردوں کے مقابلے میں زیادہ مخلص، مستعد اور مستحکم ثابت ہو رہی ہیں بلاشبہ اردو آپ کی زبان ہے، بچے جو کچھ سیکھتے ہیں وہ آپ سے سیکھتے ہیں، اردو زبان بے پایاں قوتوں کی حامل ہے پاکستان اردو کی کوکھ سے پیدا ہوا ہے اردو کی بقا پاکستان کی بقا ہے۔''[۸]

اسی سال ''اردو خواتین کالج'' برائے خواتین قائم کیا گیا، اردو میں اس امر کی پوری صلاحیت ہے کہ وہ اعلیٰ تعلیم کے ہر مضمون کی تعلیم کا ذریعہ ہو سکتی ہے، اس سال خواتین کی تمام تر توجہ اس کالج کو یونیورسٹی بنانے میں صرف ہو رہی تھی اس سلسلے میں ایک اہم اجلاس ۱۶ر مارچ کو ہوا جس کی سب سے اہم قرارداد یہی تھی کہ خواتین کالج میں اردو ذریعۂ تعلیم ہو اور تمام مضامین کی تعلیم اپنی قومی زبان میں دی جائے۔

۱۹۵۶ء:

۳۰ر دسمبر بمقام گاندھی گارڈن کراچی انجمن ترقی اردو پاکستان کا عظیم الشان سالانہ جلسہ بیگم این ایم خان، بیگم سید عرفان اللہ (نائب صدر انجمن خواتین) کے زیر اہتمام منعقد ہوا۔ اس جلسے کا افتتاح مولوی عبدالحق نے کیا۔ اس جلسے میں مولوی عبدالحق نے ''اردو کالج'' برائے خواتین[۹] کا نظم و نسق چلانے کے لیے بیگم این ایم خان، بیگم محمد شریف، بیگم عرفان اللہ، بیگم حسن فیروز، بیگم ایل آر خان اور بلقیس درانی پر مشتمل ایک انتظامیہ کمیٹی تشکیل کی۔ اس جلسے کی اہم بات ان قراردادوں کا منظور ہونا ہے جو خواتین کے تعلیمی مساعی میں مددگار ثابت ہوں مثلاً دارالمطالعہ اور کتب خانے کی بلڈنگ کے لیے حکومتِ وقت سے مطالبہ کرنا، انجمن کے باقاعدہ دفتر، خواتین کلب اور انجمن شعبۂ خواتین کی دیگر شہروں میں شاخوں کا قیام نیز اہل قلم اور شاعراتِ اردو کی خدمات کا اعتراف شامل ہے۔

مطالبات:

اس انجمن نے اسی جلسے کے پلیٹ فارم سے حکومتِ وقت سے کچھ مطالبے بھی کیے:

(۱) اردو زبان کو دستورِ پاکستان میں دیے ہوئے حقوق و مراعات کے تحت فروغ دیا جائے۔

(۲) تمام تر تعلیمی اداروں میں اردو ذریعۂ تعلیم ہو۔

(۳) دفاتر میں سرکاری زبان کو بتدریج انگریزی کے بجائے اردو زبان میں بدلا جائے۔

(۴) انگریزی فلموں کی درآمد پر پابندی لگائی جائے تاکہ پاکستانی اردو فلموں کے ذریعے زبان اردو کی ترویج ہو سکے۔

(۵) شعبۂ رسل و رسائل مثلاً ڈاک خانہ جات وغیرہ کا کام اردو میں انجام پائے۔

(۶) عدالتوں کا تمام کام اردو زبان میں ہو۔

(۷) موٹروں پر اردو ہندسوں کی تختیاں لگانے کی تجویز پر عمل پیرا ہونے کی درخواست بھی کی گئی۔[۱۰]

اس جلسے کی خاص بات مولوی عبدالحق کا خواتین سے یادگار خطاب ہے جس میں انھوں نے ہمیشہ کی طرح خواتین کی حوصلہ افزائی کی اور انھیں ان کی اعلیٰ کارکردگی پر سراہا، انھوں نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:

> ''گزشتہ زمانے میں عورتوں نے ہماری زبان کے بنانے میں بہت قابل قدر اور یادگار کام کیا ہے۔ اس زمانے میں عورتیں پردے میں رہتی تھیں اور اپنے گھر کی ملکہ تھیں بچوں کی نگہداشت و پرورش، ان کی تعلیم و تربیت... بیسیوں دھندے انھی کو کرنے پڑتے تھے۔ حالات نے پلٹا کھایا، عورتیں اب چار دیواری میں بند نہیں انھیں اب گھر سے باہر بھی کام کرنے کا حق حاصل ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جب تک قوم کے مختلف طبقے اور زندگی کے مختلف شعبے ایک ساتھ ترقی نہ کریں قومی ترقی ممکن نہیں۔ اگر کسی قوم کے مرد تو ترقی کے میدان میں آگے بڑھتے چلے جائیں اور قوم کا نصف حصہ یعنی عورتیں پس ماندہ رہیں تو قوم کی ترقی ناقص اور ادھوری رہے گی اور وہ قوم کبھی ترقی یافتہ نہیں کہلا سکے گی آپ کو اب یہ موقع حاصل ہے کہ اس سے آپ جائز فائدہ اٹھائیں اور قومی کاموں میں خصوصاً ایسے کاموں میں جن کا تعلق قومی زبان کی تشریح و اشاعت اور لڑکیوں کی تعلیم سے ہے آپ پوری سرگرمی سے کام کریں اور مردوں کا ہاتھ بٹائیں۔''[۱۱]

تعلیمِ نسواں کا پاک و ہند میں آغاز کئی صدیوں پہلے ہو چکا تھا۔ ہندوستان کے خاص خاص شہر مثلاً دہلی، لکھنؤ، پٹنہ، حیدرآباد دکن اور کلکتہ وغیرہ سترہویں، اٹھارویں صدی سے ہی تعلیمِ نسواں کے اداروں کے قیام کے سلسلے میں اہمیت کے حامل ہیں مثلاً کلکتہ میں تعلیمِ نسواں کے مدرسے قائم کرنے کے حوالے سے کئی شہادتیں موجود ہیں۔ رینی Rainey اپنے تاریخی اور نقشہ سازی سے متعلق ایک خاکے میں لکھتا ہے

کہ لڑکیوں کا سب سے پہلا اسکول ۱۷۶۰ء میں ایک خاتون مسز ہوجز (Mrs. Hodges) نے قائم کیا۔۱۲؎ اسی حوالے سے ایک اور شہادت کیپٹن ولیم سن (Captain Willaim Son) کے الفاظ میں کلکتہ ریویو سے ملتی ہے کہ یہ درس گاہ رومن کیتھولک فرقے کی لڑکیوں کے لیے قائم کی گئی اور اسے مسز ہوجز نے ہی قائم کیا تھا۔۱۳؎

کلکتہ ہی میں ۱۷۸۵ء میں John Stans Barrow نے لڑکے لڑکیوں کے لیے ملا جلا اسکول مرزا پور میں کھولا جہاں بچوں کو لکھنا پڑھنا اور حساب کتاب کی تعلیم دی جاتی اور لڑکیوں کو سلائی کڑھائی کا کام بھی سکھایا جاتا۔۱۴؎

نیز ۱۷۹۲ء میں مسز کوپ لینڈ (Mrs. Cop Eland) نے نوجوان خواتین کے لیے ایک اسکول کھولا یہاں بھی پڑھنے لکھنے اور سلائی کڑھائی کا کام سکھایا جاتا تھا۔۱۵؎

قیامِ پاکستان کے بعد خواتین کی تعلیم و تربیت کے کئی ادارے منظر عام پر آئے۔ پچھلے صفحات میں تحریک پاکستان میں خواتین کے کردار و حصے پر بات کی گئی مولوی عبدالحق نے انجمن ترقی اردو کے شعبۂ خواتین اور ''اردو خواتین کالج'' کے قیام سے خواتین کی معاشرے میں اہمیت اجاگر کی وہ خواتین کے جلسوں کا خود افتتاح کرتے، تقاریر میں خواتین کی اہمیت پر زور دیتے اور ان کے معاون و مددگار رہتے تا کہ ان کی حوصلہ افزائی ہو اور وہ ہر میدان میں آگے آئیں۔ اردو زبان کی ترقی و ترویج میں بھی خواتین کی کارکردگی بے مثال رہی ہے۔

۱۹۵۷ء:

سال کے آخر میں ۲۶ر دسمبر ۱۹۵۷ء میں انجمن کا سالانہ جلسہ بیگم عبدالعلیم (وزیرِ صنعت) کی زیرِ صدارت منعقد ہوا اس جلسے میں انھوں نے تقریر کرتے ہوئی کہا:

> ''بنگالی خواتین کو اردو اور مغربی پاکستان کی خواتین کو بنگالی سیکھنی چاہیے تا کہ وہ ایک دوسرے کے تہذیب و تمدن سے آگاہی حاصل کر سکیں اردو پاکستان کی قومی زبان کے ساتھ ساتھ جو مذہبی گراں قدر ذخیرہ اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے اس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا...قوم کو ایسی خواتین پر فخر ہے جو کہ ان قومی زبان اردو کی ترویج و ترقی کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں اور ہر طرح سے قوم و ملک کی خدمات انجام دے رہی ہیں۔''۱۶؎

اس اجلاس میں بیگم عرفان اللہ، بیگم حسن فیروز، بیگم ایل آر خان، ارجمند قزلباش، محمودہ سلطانہ، لیڈی ڈاکٹر صفیہ و دیگر نے تقاریر کیں۔ اس اجلاس کے بعد اردو ڈراما اور تمثیلی مشاعرہ بھی منعقد ہوا۔ اس طرح کے پروگرام ان سالانہ اجلاس کا خاص حصہ ہوتے تھے تا کہ خواتین میں ادبی ذوق بھی بیدار کیا جائے۔

۱۹۵۸ء:

مولوی عبدالحق نے ۱۹۱۲ء میں انجمن ترقی اردو کی ذمے داری سنبھالی انھوں نے انجمن کی سالانہ رپورٹس کو باقاعدہ شائع کروایا جو ہر سال یا پانچ سال کی کارکردگی وحسابات پر مشتمل ہوتی تھیں۔ بیگم محمد شریف نے اسی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے انجمن ترقی اردو خواتین پاکستان کی ۱۹۵۷ء تا ۱۹۵۹ء کی روئیداد انجمن سے شائع کروائی جس میں ماہانہ حسابات، انجمن کی خواتین کارکن کی تفصیلات سے اجلاسوں کی روئیداد تک شامل ہیں۔ اس سال فروغِ اردو کے سلسلے میں پانچ سالہ منصوبہ بھی تشکیل کیا جس کے پروگرام درجِ ذیل ہیں:

۱) مشرقی و مغربی پاکستان کے لیے بڑے بڑے شہروں میں انجمنِ ترقیٔ اردو خواتین پاکستان کی شاخیں قائم کرنا تاکہ انجمن کے تحت خواتین کی وسیع پیمانے پر اردو کی خدمت کرسکیں۔

۲) تعلیم بالغان کے اسکول زیادہ سے زیادہ تعداد میں کھول کر اپنی قومی زبان اردو کے ذریعے خواتین کی جہالت کو دور کرنا، تاکہ وہ اپنے بچوں کو صحیح تربیت دے کر ان کو پاکستان کا اچھا شہری بنا سکیں۔

۳) حکومت کو اس بات پر رضامند کرنا کہ وہ اسکولوں و کالجوں میں ذریعہ تعلیم اردو، کو بنائیں اور اردو میں نصاب تعلیم مقرر کرے اور جلد از جلد اس قومی زبان کو ترقی دے کر اس کو پاکستان کی قومی زبان اور سرکاری زبان تسلیم کرے۔

۴) حکومت سے فن قابلہ (نرسنگ) اور دوسرے شعبوں کی تعلیم بذریعہ اردو دیے جانے کا اعلیٰ معیار مقرر کرانا اور حکومت کو اس بات پر آمادہ کرنا کہ وہ ایک معیاری دارالترجمہ قائم کرے تاکہ دیگر علوم وفنون کی کتابوں کے ترجمے ہماری قومی زبان اردو میں کیے جا سکیں۔

۵) خواتین سے آسان سلیس اردو میں کتابیں لکھوانا اور عمدہ انگلش لٹریچر عربی، فارسی، گجراتی، بنگالی و دیگر علوم وفنون کی کتب کا خواتین سے اردو میں ترجمہ کرانا۔

۶) خواتین کا ایک ایسا ہفتہ وار اخبار جاری کرنا جس میں اردو زبان کی ترقی کے ساتھ ساتھ انجمن کے مساعی کی اشاعت بھی ہو۔ ترقیٔ اردو کے سلسلے میں جو تقاریر، مضامین، مکالمے، مشاعرے اور دیگر پروگرام انجمن کے ماہانہ جلسوں میں ترتیب دیے جائیں ان کی اشاعت بھی ان کے ذریعے کی جا سکے۔

۷) انجمنِ ترقیٔ اردو خواتین پاکستان کے تحت خواتین کا ایک ایسا کالج قائم کرنا جس کا ذریعہ تعلیم اردو تاکہ اردو کا معیار بلند کیا جا سکے اور ہم اردو کو اس کا وہ صحیح مقام دلا سکیں جس کی کہ اردو مستحق ہے۔[۱۷]

۹ر اپریل کو ایک اہم جلسہ جہانگیر روڈ میں منعقد ہوا جس میں کئی ایسی قراردادیں پیش کی گئیں جو اس وقت حالات وواقعات کی وجہ سے مسائل کی پیدا کردہ تھیں ان تجاویز، قراردادوں اور مسائل کے حل کے لیے

اس طرح کے اجلاس وقت کی اشد ضرورت تھے۔ اردو زبان کے خلاف سازش، اردو ہندی تنازعہ کے بعد اردو بنگلہ تنازعہ نیز رومن رسم الخط کے اجرا جیسے اہم مسائل انجمن ترقی اردو کے اہم جلسوں میں زیر بحث لائے جاتے تھے۔ ۴؍فروری کو رومن رسم الخط ۱۸ کی مخالفت میں اجلاس منعقد ہوا اور حکومتِ وقت سے مطالبہ کیا گیا کہ اسے فی الفور ختم کیا جائے کیوں کہ یہ ہماری تہذیب، تمدن اور کلچر کو تباہ کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اپریل میں ہونے والا اجلاس اسی سلسلے کی ایک کڑی ثابت ہوا۔ اردو زبان کی اہمیت اجاگر کرنے کے لیے اس جلسے کے پلیٹ فارم سے مہم کا آغاز کیا گیا اور ہر اس امر کی مخالفت کی گئی جو اردو زبان اور اسلامی تہذیب کے خلاف ہو، اس سال ۲۰؍مئی ۱۹۵۸ء، ۱۰؍جون ۱۹۵۸ء، ۱۵؍اگست ۱۹۵۸ء، ۱۸؍اگست ۱۹۵۸ء، ۲۶؍ستمبر ۱۹۵۸ء، ۲۸؍ستمبر ۱۹۵۸، ۳۰؍ستمبر ۱۹۵۸ء اور ۲۸؍اکتوبر ۱۹۵۸ء کے تمام اجلاس اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ ان اجلاسوں میں ''رومن رسم الخط کے خلاف سخت احتجاج ریکارڈ کرایا گیا۔ ۱۹

۳۱؍دسمبر ۱۹۵۸ء کو انجمن ترقی اردو خواتین پاکستان کا سالانہ جلسہ کوئنز روڈ کراچی میں زیر صدارت لیڈی عبدالقادر منعقد ہوا۔ جلسے کا افتتاح مولوی عبدالحق نے کیا، اس سال ہونے والے تمام اجلاسوں میں ''رومن رسم الخط'' کی مخالفت میں قراردادیں پیش کرنے اور مقالے پڑھے جانے کو سراہتے ہوئے انھوں نے کہا کہ:

> ''میں آپ لوگوں کے کام سے بہت خوش ہوں، قومی زبان کی ترقی کا دارومدار اس قوم کی خواہش سے وابستہ ہے، کیونکہ خواتین ہی زبان کو بناتی ہیں مجھے امید ہے کہ آپ لوگوں کی کوشش سے اردو اپنا مقام حاصل کرلے گی۔'' ۲۰

جلسے کے آخر میں مشاعرے کا اہتمام کیا گیا جس میں آمنہ خاتون عفت نے اردو زبان کی تعریف وتائید میں درجِ ذیل نظم پڑھی جسے صدرِ جلسہ بیگم عبدالقادر نے بے حد پسند کیا:

مشاعرہ

سالانہ اجلاس انجمنِ ترقیٔ اردو خواتین پاکستان

زیرِصدارت بیگم عبدالقادر صاحبہ

از آمنہ خاتون عفت

ہماری جو محبوب اردو زباں ہے — اسی کا یہاں آج رنگِ بیاں ہے
صدر بن کے آئی ہیں خاتونِ قادر — مفخر ہے محفل بکیف سماں ہے
یہ خامہ ہے حیراں خوشا روز کاری — کہ بزمِ سخن ہے ہر اک نکتہ داں ہے
مگر وائے غربت زباں کی لطافت — مہاجر کی نوکِ قلم میں کہاں ہے

زباں اپنی اردو تھی رسمِ ادب میں
مگر اب تو لب پر پرائی زباں ہے
مری دکھتی رگ کو نہ چھیڑو عزیزو
کہ رگ رگ میں پنہاں عجب داستاں ہے
اگر گوش اور ہوش سے اس کو سمجھیں
تو اپنی زباں اپنا طبل و نشاں ہے
اگر اپنی تہذیب کو بھول بیٹھے
ترقی کا حاصل یہ سب رائیگاں ہے
ترقی کی راہیں سراسر کھلی ہیں
ولے صوتِ مغرب پسِ کارواں ہے
کہاں تک ہو فریاد اب اس کی عفت
ابھی تو مسلط یہ خوابِ گراں ہے

۱۹۵۹ء:

انجمن ترقی اردو خواتین پاکستان کے اس سال ۱۵ اہم اجلاس ہوئے ہر جلسے میں رومن رسم الخط کی مخالفت میں مدلل تقاریر کی گئیں اور ملک کی اہم سماجی و سیاسی شخصیات نے ان اجلاسوں میں شرکت کی، صدارت کے فرائض انجام دیے اور مدلل تقریریں کیں، ان میں لیڈی عبدالقادر، بیگم ایل آر خان، بیگم معین الحق، بیگم محمد شریف وغیرہ شامل ہیں۔ مشترکہ طور پر ان اجلاس میں یہ تجویز پیش کی گئی کہ: (تجویز)

''انجمن ترقی اردو کے یہ جلسے رومن رسم الخط کو قوم اور ملک کے لیے ناقابل تلافی نقصانات کا حامل سمجھتے ہوئے اس کی مخالفت کرتے ہیں کیوں کہ یہ رسم الخط مسلمان بچوں کو اسلامی تعلیم سے دور کر دے گا، اس لیے حکومت سے استدعا کی جاتی ہے کہ وہ اردو رسم الخط کو قائم رکھے، کیوں کہ اس رسم الخط سے ہماری تہذیب تمدن اور اسلامی و سماجی کلچر وابستہ ہے۔''[۲۱]

اس سال ایک اور اہم جلسہ ۳۱ ردسمبر ۱۹۵۹ء بروز بدھ کو ۳ کوئنز روڈ پر بیگم عبدالقادر کے زیرِ صدارت ہوا جب کہ خطبہ استقبالیہ بیگم محمد شریف نے پیش کیا اس جلسے میں دو تجاویز پیش کی گئیں جو بالترتیب بیگم عبدالقادر (صدرِ جلسہ) اور بیگم برلاس (رکن انجمن خواتین) نے پیش کیں۔

۱) انجمن ترقی اردو خواتین پاکستان کا یہ عام جلسہ حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پاکستان کی قومی زبان اردو کو سرکاری زبان قرار دیا جائے۔

۲) انجمن ترقی اردو خواتین پاکستان کا یہ جلسہ حکومت سے استدعا کرتا ہے کہ وہ انجمن ترقی اردو خواتین کے دفتر، کلب، لائبریری اور دارالترجمہ کے لیے ایک بلڈنگ الاٹ کردے تا کہ انجمن زیادہ سے زیادہ علمی و ادبی خدمات انجام دے سکے۔[۲۲]

اس سال کا اہم واقعہ ۹ ر نومبر کو ناظم اعلیٰ مارشل لا، محمد ایوب خاں نے مارشل لاء حکم کے ذریعے

انجمن ترقی اردو کی مجلس نظما اور مجلس عاملہ کی برطرفی تھا۔ اس حکم کے تحت انجمن کا نظم و نسق ایک بورڈ کے سپرد کیا گیا۔ یہ حکم مولوی عبدالحق کی اس درخواست کے ایما پر کیا گیا جو انھوں نے محمد ایوب خان کے نام لکھی تھی اس درخواست میں بتایا گیا کہ انجمن ترقی اردو اور مولوی عبدالحق کے خلاف سازش ہو رہی ہے اور کئی ایسے لوگ جو اس انجمن کے رکن اور مجلسِ نظما میں شامل ہیں وہ اس ادارے کے خلاف ہو گئے ہیں۔

۱۹۶۰ء:

مولوی عبدالحق نے ''اردو یونیورسٹی'' کے قیام کے سلسلے میں اسی وقت کام شروع کر دیا تھا جب قیامِ پاکستان کے بعد انجمن ترقی اردو کا صدر دفتر کراچی منتقل ہوا۔ اس مد میں ۵۴-۱۹۵۳ء میں اردو خواتین کالج بھی قائم کیا گیا۔ اس سلسلے میں جن مہمات کا آغاز کیا گیا ان میں بیگم محمد شریف کا دورۂ مغربی پاکستان بھی ہے۔ بیگم محمد شریف نے مارچ کے مہینے میں لاہور، راولپنڈی دیگر شہروں کے دورے کیے ان کا مقصد تھا کہ جس طرح خواتین نے تحریکِ پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اسی طرح وہ دوبارہ میدانِ عمل میں آئیں اور رضا کارانہ طور پر تعلیم بالغان اور بچوں کے فری مکاتب قائم کرنے، پاکستان سے جہالت دور کرنے اور اردو زبان کے بحیثیت قومی زبان بنائے جانے کے عزم کا اعادہ کرنے میں انجمن اور اپنی حکومت کا ہاتھ بٹائیں، نیز ان دوروں کے سلسلے میں ہونے والے اجلاسوں میں انھوں نے اردو یونیورسٹی کے قیام اور اس کی اہمیت پر بھی خواتین کے اندر شعور و آگہی بیدار کی۔

۱۰ ر اکتوبر ۱۹۶۰ء کو ہونے والے سالانہ اجلاس کا ایجنڈا اردو یونیورسٹی کے قیام کا مطالبہ تھا۔ مولوی عبدالحق نے یہ ذمے داری ان خواتین کے شانوں پر ڈالی جو مشترکہ لائحہ عمل کے تحت میدانِ عمل میں اتری تھیں۔ مولوی عبدالحق عمر کے اس حصے میں تھے جب انھیں آرام کی اشد ضرورت تھی لیکن وہ شعبۂ خواتین کے تحت ہونے والے ہر جلسے میں نہ صرف شرکت کرتے بلکہ ان تقاریب کے افتتاح کے ساتھ تقاریر بھی کرتے تھے۔ ۱۰ ر اکتوبر کے ہونے والے اجلاس میں بیگم محمد شریف نے جو تقریر کی وہ خالصتاً اردو یونیورسٹی کے قیام و اہمیت سے متعلق تھی۔ انھوں نے خواتین سے خطاب میں کہا:

> ''اردو یونیورسٹی کا قیام وقت کا اہم تقاضا ہے، خواتین اس کے لیے بابائے اردو سے تعاون کر رہی ہیں اور دامے درمے سخنے امداد کر کے اس اہم قومی کام میں آپ ان کا ہاتھ بٹائیں تا کہ آئندہ نسلیں آپ پر فخر کریں۔''۲۳

۱۹۶۱ء:

۶ ر جنوری شعبہ خواتین پاکستان کے تحت ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں مولوی عبدالحق کے ایما

اوران کی شدید تر خواہش پہ ''اردو یونیورسٹی کے قیام'' کے سلسلے میں فنڈ جمع کرنے، مختلف شہروں کے دورے کرنے اور خواتین میں اردو زبان کو ذریعۂ تعلیم بنانے کے شعور کو بیدار کرنے کے سلسلے میں مہم کے آغاز پر زور دیا گیا۔ اس اجلاس میں فنڈ جمع کرنے کے لیے ایک کمیٹی تشکیل کی بیگم شریف کے زیر صدارت منظوری دی گئی اس کمیٹی کے اراکین میں بیگم محمد شریف (صدر) بیگم عرفان اللہ (نائب صدر) کنیز فاطمہ (نائب صدر) رابعہ اسماعیل (جنرل سکریٹری) بیگم ارشاد حسین (خازن) کے علاوہ بیگم مرتضیٰ صدیقی، بیگم صلاح الدین، بیگم نظامی، بیگم خورشید، بیگم شمیم مرتضیٰ، بیگم جنید عالم اور بیگم مقبول شامل تھیں۔ اس کمیٹی کی قیادت میں اردو یونیورسٹی کے لیے مہم کے آغاز کا ایجنڈا رکھا گیا۔ نیز صدرِ مملکت محمد ایوب خان سے درخواست کرنا بھی اس ایجنڈے کا حصہ تھا۔ مولوی عبدالحق ناسازیٔ طبیعت کی وجہ سے اس اجلاس میں شریک نہیں ہوئے۔

اس سال ۱۶ر اگست کو مولوی عبدالحق کی وفات بڑا سانحہ تھی۔ ان کی وفات کے بعد انجمن ترقی اردو شعبۂ خواتین کے کئی اہم اجلاس منعقد ہوئے جس میں مولوی عبدالحق کی خدمات پر تقاریر کی گئیں، نظمیں پڑھی گئیں نیز مقالات بھی پڑھے گئے۔ اس سال قومی زبان ماہانہ کے بجائے ۱۵ر اگست تا ۱۶ر دسمبر ایک شمارہ شائع ہوا۔[۲۴]

۱۹۶۲ء:

مولوی عبدالحق کی وفات کے بعد اختر حسین (گورنر پاکستان) کو انجمن ترقی اردو پاکستان کا صدر منتخب کیا گیا، کراچی میں ۱۰ر اپریل ۱۹۶۲ء کو شام ۵ بجے بیگم محمد شریف کے زیر صدارت انجمن ترقی اردو خواتین کے دفتر (واقع پاکستان چوک) ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں نو منتخب صدر اختر حسین کو مبارک باد پیش کی گئی۔ جب کہ ۱۶ر اپریل کو ایک جلسہ بیگم عرفان اللہ کے بنگلے پر منعقد ہوا جس میں حکومتِ پاکستان کی طرف سے بیگم محمد شریف کو تمغۂ خدمت دیے جانے کے سلسلے میں تقریب کی گئی اور انھیں سپاس نامہ پیش کیا گیا۔ ۵ر مئی کو یومِ اقبال کا جلسہ ہوا اس میں اقبال کی نظمیں پڑھی گئیں۔ انجمن ترقی اردو خواتین کی یہ سرگرمیاں ''قومی زبان'' کے ماہانہ شماروں میں شائع ہوئیں تھیں۔ جو مولوی عبدالحق کی روایت تھی۔[۲۵]

شعبہ خواتین (انجمن ترقی اردو پاکستان) مولوی عبدالحق کی سرکردگی میں بے حد فعال تھا جو ان کی وفات کے بعد رفتہ رفتہ غیر فعال ہوتا چلا گیا۔ انجمن ترقی اردو شعبۂ خواتین کے ان دس سالوں کے اجلاسوں کی کارکردگی کے اس اجمالی جائزے سے بہت سے نتائج اخذ کیے جا سکتے ہیں۔ جسے ان شاء اللہ پھر کسی موقعے پر پیش کیا جائے گا۔

حواشی:

۱ نورالصباح بیگم،۲راپریل ۱۹۰۸ء یوپی کی ایک ریاست رام پور کے متول پٹھان خاندان میں پیدا ہوئیں ۱۹۲۴ء میں ان کا پہلا مضمون ''شبابِ اردو لاہور'' میں شائع ہوا، ۱۹۳۸ء میں رام پور میں انجمن سوزن کاری رام پور کی بنیاد ڈالی ۱۹۴۷ء میں ''بزم عمل خواتین'' قائم کی، نورالصباح بیگم درج ذیل کتابوں کی مصنفہ ہیں جس میں تین سماجی ناول ''گریزاں''، ''گردش دوراں'' اور ''یادوں کے چراغ'' یوپی کے رسم ورواج پر کتاب ''نورِمشرق'' شاعری کا مجموعہ ''صبح غزل''، ''پاکستان کی مشہور شخصیتیں'' (میری نظر میں) اور ''تحریکِ پاکستان اور خواتین''۔

۲ روئداد انجمن ترقی اردو خواتین، ۱۹۵۷ء ۱۹۵۹ء، ص۵۔

۳ بیگم خورشید عبدالحفیظ، ۱۹۲۶ء میں مسلم لیگ میں شامل ہوئیں، حیدرآباد دکن سے ان کا تعلق تھا ان کی شادی ۱۹۲۹ء میں عبدالحفیظ ہانسوی سے ہوئی، انھیں مولوی عبدالحق نے ۱۹۵۲ء میں انجمن ترقی اردو شعبۂ خواتین کا معتمد مقرر کیا۔ انھوں نے ۱۹۶۳ء میں سعودی عرب عالمی امن کانفرنس میں شرکت کی۔ ۱۹۶۷ء یوگوسلاویہ کے سفر بھی کیے اور ''بہارِ اسلام'' کے نام سے ایک کتاب تحریر کی۔

۴ قومی زبان، ۱۶رنومبر ۱۹۵۳ء، ص۳۵۔

۵ قومی زبان، ۱۶رنومبر ۱۹۵۳ء، ص۳۵۔

۶ روئداد انجمن شعبۂ خواتین، ۱۵۵۶ء تا ۱۹۵۹ء، ص۸۔

۷ بحوالہ مارچ ۱۹۵۴ء، پندرہ روزہ 'قومی زبان'، ص۱۱۔

۸ قومی زبان، جنوری ۱۹۵۷ء، ص۱۱۔

۹ اردو خواتین کالج کا قیام ۵۵۔۱۹۵۴ء عمل میں آیا اس کالج کی بنیاد مولوی عبدالحق نے رکھی۔ اس کا بنیادی مقصد خواتین میں تعلیم کا شعور بیدار کرنے کی کوشش تھا۔ نیز خواتین کو ہنر سکھانے اور مطالعہ کی عادی ڈالنے کے لیے دارالمطالعہ کے قیام اور سلائی کڑھائی سکھانے کے لیے مشینوں کے انتظام پر بھی توجہ دی گئی۔ یہ کالج ابتدائی کلاسیں ایف اے، بی اے تک محدود تھا۔ اس کالج کے قیام کا بنیادی مقصد اردو خواتین یونیورسٹی کی داغ بیل ڈالنا تھا۔

۱۰ مولوی عبدالحق نے ۱۹۵۳ء میں اس امر کی طرف حکومت کی توجہ مبذول کروائی کہ موٹر گاڑیوں پر نمبر پلیٹ اردو ہندسوں میں ہوتا کہ اسے پڑھنے میں سہولت ہو لیکن پولیس ایکشن کے بعد اس پر عمل درآمد روک دیا گیا۔ ۲۳رستمبر ۱۹۵۴ء کو خواتین کے ایک جلسے میں پھر اس طرح توجہ مبذول کروائی لیکن یہ مسئلہ تاحال جوں کا توں ہے۔ بیگم شریف۔ (قومی زبان، یکم جنوری ۱۹۵۷ء، ص۹)

۱۱ قومی زبان، یکم جنوری ۱۹۵۷ء، ص۱۰۔

۱۲ Carey: Good of day of Han John Company, P104

۱۳ کلکتہ ریویو، ۱۹۱۳ء، ص۳۴۳۔

۱۴۔ کلکتہ ریویو،۱۹۱۳ء،ص ۳۴۳۔

۱۵۔ کلکتہ ریویو،۱۹۱۳ء،ص ۳۴۳ بہ حوالہ پاک و ہند میں تعلیمی ترقی مصنفہ ڈاکٹر این این لا، مترجمہ سید احسن . رہروی، اکیڈمی آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس، کراچی ۱۹۷۲ء۔

۱۶۔ روئیداد انجمن ترقی اردو شعبۂ خواتین، ص ۲۹، ۱۹۵۷ تا ۱۹۵۹ء۔

۱۷۔ روئداد انجمن ترقی اردو، ص ۲۰۔۱۹، ۱۹۵۷ء تا ۱۹۵۹ء۔

۱۸۔ اردو رسم الخط میں ہمارے قرآن پاک کی تفسیریں، ترجمے احادیث اور بزرگانِ دین کی سوانح حیات اور دیگر اسلامی سرمایہ محفوظ ہے۔ ہماری تاریخ اس رسم الخط سے وابستہ ہے اردو رسم الخط قرآنی رسم الخط ہے، یہ پاکستان کی اساس اور بنیاد ہے۔

۱۹۔ روئیداد انجمن ترقی اردو اور شعبہ خواتین، ص ۴۶۔

۲۰۔ روئیداد انجمن ترقی اردو اور شعبہ خواتین، ص ۴۵۔

۲۱۔ روئیداد انجمن ترقی اردو اور شعبہ خواتین، ۱۹۵۷ء تا ۱۹۵۹ء، ص ۵۰۔

۲۲۔ قومی زبان، ۱۶؍ جنوری ۱۹۵۹ء، ص ۲۳۔

۲۳۔ قومی زبان، ۱۶؍ اکتوبر ۱۹۶۰ء، ص ۶۔

۲۴۔ قومی زبان، ۱۵؍ اگست تا ۱۶؍ دسمبر ۱۹۶۱ء، ص ۶۔

۲۵۔ قومی زبان، یکم مئی تا یکم جون ۱۹۶۲ء، ص ۶۰۔

فہرستِ اسنادِ محولہ:

☆ کلکتہ ریویو، ۱۹۱۳ء، بحوالہ پاک و ہند میں تعلیمی ترقی مصنفہ ڈاکٹر این این لا، مترجم سید احسن مارہروی، اکیڈمی آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس، کراچی ۱۹۷۲ء۔

☆ رسائل: ''قومی زبان''، ۱۶؍ نومبر ۱۹۵۳ء، مارچ ۱۹۵۴ء، یکم جنوری ۱۹۵۷ء، ۱۶؍ جنوری ۱۹۵۹ء، ۱۶؍ اکتوبر ۱۹۶۰ء، ۱۵؍ اگست تا ۱۶؍ دسمبر ۱۹۶۱ء، یکم مئی تا یکم جون ۱۹۶۲ء، کراچی۔

☆ روئداد: انجمن ترقی اردو، شعبۂ خواتین، ۱۹۵۶ء تا ۱۹۵۹ء۔

☆Carey: Good of day of Han John Company,